شیخ الاسلام والمسلمین

مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

کے افکار و نظریات کی عصری معنویت

شیخ طریقت متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

مشمولات

ولادت: 4

خاندان:.. 4

تحصیل علم: 4

سلوک واحسان: 5

مستقل مزاجی:.. 5

علمی خدمات : 6

مدینہ منورہ قیام کی تفصیل: 8

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا متکلمانہ ذوق................................ 9

1:عقیدہ توحید ورسالت: 9

2: قرآن کریم: 10

3:حدیث مبارک: 10

4:محبت رسول ﷺ: 10

5:زیارتِ روضہ رسول ﷺ اور توسل: 11

6:عقیدہ حیات النبی ﷺ: 11

7:ردِّ روح کی متکلمانہ تشریح: 11

8:عقیدہ حیات النبی ﷺ اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت: 13

9: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم: 13

10: المہند علی المفند اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا کردار: 13

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض عام: 15

خلفاء کی تعداد: 15

سیاسی خدمات: 16

تحریکِ خلافت: 16

تحریکات میں قائدانہ کردار: 17

تحریک کے نتائج اور ثمرات: 18

اختلاف اکابر کا ثمرہ: 18

زندگی کا خلاصہ: 19

توکل علی اللہ: 19

مدارس اور دینی تعلیم: 19

پابندی شریعت: 19

عدل وانصاف / اخلاق حسنہ: 20

جوانمردی سے مصائب کا مقابلہ: 20

پاکستان سے اچھے تعلقات: 20

وفات حسرت آیات: 21

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کے صدقے اس امت کے علماء کو انبیاء کرام علیہم السلام کی جانشینی اور وراثت جیسی نعمت سے نوازا ہے۔ یہ وہ اعزاز ہے کہ جس کا مقابلہ دنیا کا کوئی عہدہ، منصب اور مقام نہیں کر سکتا۔ یہ سلسلہ عہد نبوت سے تاحال جاری ہے اور ان شاء اللہ اس وقت تک رہے گا جب تک مشیت ایزدی میں ہوا۔ اس مبارک سلسلے میں بہت سے باکمال لوگ آئے اور اپنی تمام تر ذمہ داریوں کو بخوبی ادا کرتے ہوئے آخرت کو کوچ کر گئے انہی خوش قسمت لوگوں میں سے ایک نام شیخ الاسلام والمسلمین مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کا بھی ہے۔

نام نسب:

حسین احمد بن حبیب اللہ

ولادت:

19 شوال 1296ھ بمطابق 1879ء بروز پیر بمقام ٹانڈہ (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔

خاندان:

آپ رحمہ اللہ کا خاندان 800 ہجری میں افغانستان سے ہجرت کر کے ہندوستان آکر آباد ہوا۔ آپ سادات خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور آپ کا شجرہ نسب امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

تحصیل علم:

آپ رحمہ اللہ نے اپنی تعلیم کا آغاز 5 برس کی عمر میں کیا۔ ابتدائی تعلیم

اپنے علاقہ میں رہ کر حاصل کی۔ قرآن مجید کے ابتدائی پانچ بارے اپنی والدہ ماجدہ سے پڑھے۔ اور بقیہ بارے میں اپنے والد صاحب کے پاس پڑھے۔ 8 برس کی عمر میں دینی تعلیم حاصل کرنا شروع فرمائی۔ ابتدائی کتب اپنے گھر میں رہ کر پڑھیں۔ 1308ھ میں 13 برس کی عمر میں دیوبند تعلیم حاصل کرنے کے لیے چلے گئے۔

سلوک و احسان:

دینی تحریکات میں میں اس وقت تک جان پیدا نہیں ہو سکتی جب تک تصوف و سلوک کو عملاً اپنایا نہ جائے۔ بالخصوص وہ افراد جو دینی تحریکات کی قیادت کر رہے ہوں انہی جبری مشقت کے ساتھ عبادت کرنے کا اشارہ فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ۝۷ وَ اِلٰی رَبِّكَ فَارۡغَبۡ ۝۸ سے ملتا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کو اسی ضابطے کے مطابق بسر کیا۔ 1316ھ میں آپ قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے آپ کو دستار خلافت عطا کی۔ مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران حضرت حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ کی بابرکت مجالس میں اپنی روحانی تربیت کے لیے شرکت فرماتے رہتے۔

مستقل مزاجی:

تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ اس دنیا میں کامیاب ہونے والے تمام لوگوں میں ایک بات قدر مشترک رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ کام کو مستقل مزاجی سے کیا جائے۔ شیخ الاسلام حضرت حسین احمد مدنی رحمہ اللہ اسی اصول پر کاربند رہے۔ اختصاراً صرف دو واقعے پیش خدمت ہیں۔

1: مفکر اسلام مولانا ابو الحسن علی ندوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

رات کو دس بجے کہیں سفر سے واپس آئے، اسی وقت طلبہ کو اطلاع ہوئی کہ درس ہو گا، کیسی نیند، کہاں کا تکان، پورے نشاط کے ساتھ درس دیا، اسی میں طلبہ کے سوالات کے جوابات اور وہ بھی غیر متعلق سوالات کے جوابات آپ تعجب سے سنیں گے کہ حج کے سفر سے واپس آئے ہیں۔ جس سفر کے بعد مہینوں لوگ تھکن اتارتے ہیں اور کس طرح آئے ہیں کہ راستہ میں ہر بڑے اسٹیشن پر متعلقین و محبین سے مصافحہ کرتے، مزاج پوچھتے، ملاقات کرتے آئے ہیں، آتے ہی حکم ہوا کہ سبق ہو گا، بتایئے سیاسی لیڈروں میں یہ واقعہ مل سکتا ہے؟ کہ مشاہیر عصر میں؟ بغیر انتہائی تعلق مع اللہ کے یہ ممکن نہیں، یہ ہیں وہ کرامتیں جو بڑی بڑی حسی کراماتوں سے بدرجہا بلند ہیں۔

تذکرہ شیخ الاسلام، ص:127

2: حکیم ضیاء الدین صاحب رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں:

حضرت مدنی رحمہ اللہ کی اہلیہ کی وفات ہو گئی، تدفین سے فراغت کے کچھ دیر بعد دارالحدیث حاضر ہو کر بخاری شریف کا درس شروع فرمادیا، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے درس موقوف کرنے کی درخواست کی اور سمجھانے کی کوشش کی، تو فرمایا: اللہ کے ذکر سے بڑھ کر اطمینان قلب کس چیز سے حاصل ہو سکتا ہے۔

شیخ الاسلام نمبر، ص78

علمی خدمات:

آپ 1316ھ میں اکثر کتب درسی سے فارغ ہو گئے۔ اور منورہ

تشریف لے جانے لگے تو آپ کے استاد شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ نے خود آپ کو الوداع کیا اسٹیشن تک ساتھ تشریف لائے۔ اور فرمایا: **"درس و تدریس کا مشغلہ ہرگز نہ چھوڑنا۔ چاہے ایک یا دو طالب علم ہی ہوں۔"** جب آپ مدینے پہنچے تو عربی اور ہندوستانی طلبہ نے پڑھنے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے شیخ الہند رحمہ اللہ کی ہدایت کے مطابق حرم مدینہ میں پڑھانا شروع کر دیا۔ ساتھ ساتھ دینی کتابت کا مشغلہ بھی جاری رکھا۔ آپ کا یہ پہلا تدریسی مرحلہ تھا جو دو سال تک رہا۔

اس کے بعد حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے بلانے کی وجہ سے آپ ہندوستان واپس آگئے۔ دو سال یہاں قیام فرمایا۔ اس کے بعد جب آپ 1320ھ بمطابق 1901ء دوبارہ مدینہ پہنچے تو تدریسی سلسلہ کو بڑے پیمانے پر شروع کیا اور اپنے حلقہ کو وسیع کر دیا۔ جب طلبہ کی کثرت ہوئی تو کثرت ہجوم کی وجہ سے آپ حرم مدینہ میں پانچوں نمازوں کے بعد پڑھانے لگے۔ روزانہ 14 اسباق پڑھاتے تھے، جس کی ترتیب یہ ہوتی تھی:

نمبر شمار	اوقات	تعداد اسباق
1	نماز فجر کے بعد	5
2	نماز ظہر کے بعد	4
3	نماز عصر کے بعد	2
4	نماز مغرب کے بعد	2
5	نماز عشاء کے بعد	1

مجموعی طور آپ نے مدینہ منورہ کی طرف تین مرتبہ سفر کیا اور تقریباً

تیرہ یا چودہ سال پڑھایا۔

مدینہ منورہ قیام کی تفصیل:

قیام کی تفصیل	ابتداء	انتہاء	کل مدت
پہلا قیام	1317ھ کے آغاز	1318ھ	دو سال
دوسرا قیام	1320ھ	1326ھ	سات سال
تیسرا قیام	1332ھ	1335ھ	چار سال

دارالعلوم دیوبند میں 1336ھ سے تا وقتِ وفات تقریباً 32 برس منصب تدریس پر فائز رہے تدریسی میدان کے ساتھ ساتھ آپ رحمہ اللہ نے تصنیفی میدان میں بھی کام کیا۔ تدریسی، تحریکی، سیاسی اور سماجی مصروفیات کے باوجود آپ نے اساسیاتِ و سیاسیات اسلام کی اشاعت و حفاظت کا فریضہ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے اصولوں کی روشنی میں ادا کیا۔ تصانیف درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	کتاب کا نام	موضوع
1	عمل و عقیدہ	عقیدہ
2	دروس بخاری	حدیث
3	تقریر ترمذی	حدیث
4	الخلیفۃ المھدی فی الاحادیث الصحیحہ	حدیث / تردید مرزائیت
5	ڈاڑھی کا فلسفہ	سنت
6	سلاسلِ طیبہ	تصوف و سلوک
7	معارف و حقائق	تصوف و سلوک
8	فتاویٰ شیخ الاسلام	فقہ اسلامی
9	ایمان و عمل مع اعتراضات و جوابات	تردیدِ فرقہ ضالہ و باطلہ

10	الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب	تردیدِ فرقہ ضالہ وباطلہ
11	مودودی دستور کی حقیقت	تردیدِ فرقہ ضالہ وباطلہ
12	مکتوب ہدایت	تردیدِ فرقہ ضالہ وباطلہ
13	متحدہ قومیت اور اسلام	سیاست
14	پاکستان کیا ہے؟	سیاست
15	ہماراہندوستان	سیاست
16	مسلم لیگ کی آٹھ مسلم کش سیاسی غلطیاں	سیاست
17	خطباتِ صدارت	سیاست
18	خطبات مدنی	خطبات
19	نقشِ حیات (خود نوشت سوانح حیات)	سیر وسوانح
20	اسیر مالٹا	سیر وسوانح
21	مکاتیب شیخ الاسلام (چار جلدیں)	متفرق
22	ملفوظات شیخ الاسلام	متفرق

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا متکلمانہ ذوق

1: عقیدہ توحید ورسالت:

نہ فقط اللہ تعالیٰ اور اس کی وحدانیت کا ایمان بغیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان کے معتبر ہے اور نہ فقط رسول پر ایمان بغیر اللہ کے اور اس کی توحید کے ایمان کے معتبر ہے۔ اور نہ بعض رسولوں پر ایمان اور بعض پر عدم ایمان معتبر ہے۔ اس لیے یہ قول کہ صرف لا الہ الا اللہ کا قائل یا عامل قابل نجات ہے اس کو اقرار برسالت کی ضرورت نہیں، باطل ہے۔

2: قرآن کریم:

قرآن جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تواترا منقول ہے یعنی اس کو نقل کرنے والے ہر زمانے میں اس قدر نفوس کثیرہ رہے ہیں جن میں جھوٹ بولنے یا غلطی کرنے کا احتمال باقی نہیں رہتا۔ اس لیے اس کا منکر کافر ہے اور اس کا ماننا عقلاً نقلاً ضروری ہے

3: حدیث مبارک:

احادیث قدسیہ ہوں یا غیر قدسیہ ان کو نقل کرنے والے اتنے کثیر نفوس نہیں ہیں اااس لیے ان میں احتمال جھوٹ یا غلطی کا آتا ہے اس لیے قطعی الثبوت نہ ہوں گی اور ان کا منکر کافر نہ ہو گا۔ یہ فرق ہمارے لیے ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے لیے نہیں ان کے لیے قرآن اور ارشادات نبویہ سب قطعی الثبوت ہیں۔

4: محبت رسول ﷺ:

محبت عموماً دو قسم کی ہوتی ہے محبت اجلال اور محبت شفقت۔ قسم اول میں والد سب سے بڑھا ہوا ہے۔ قسم ثانی میں ولد سب سے بڑھا ہوا ہے ہر دو محبتوں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور عقلی محبت سب سے بالا ہونی مطلوب ہے یعنی انسان کو اپنی نفسانی خواہشات اور راحات سے پھیرنے والی یہ محبتیں ہوتی ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے احکام اور اتباع میں ان دونوں کے پھیرنے سے زیادہ تر پھرنا از بس ضروری ہے۔

5: زیارتِ روضہ رسول ﷺ اور توسل:

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مسلک حضوری مدینہ منورہ کے بارے میں مرجوع بلکہ غلط مسلک ہے۔ مدینہ منورہ کی حاضری محض جناب سرور کائنات علیہ السلام کی زیارت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل کی غرض سے ہونی چاہیے ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل نہ صرف وجود ظاہری کے زمانہ میں کیا جاتا تھا بلکہ اس برزخی وجود میں بھی کیا جانا چاہیے۔ محبوب حقیقی تک وصال اور اس کی طرف رضا صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ سے اور وسیلہ سے ہو سکتی ہے۔ **اسی وجہ سے میرے نزدیک یہی ہے کہ حج کے پہلے مدینہ منورہ جانا چاہیے** اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے نعمت قبولیت حج و عمرہ کے حصول کی کوشش کرنی چاہیے۔ مسجد کی نیت خواہ طبعا کرلی جائے مگر اولیٰ یہی ہے کہ صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت کی جائے تا کہ **الا زیارتی** والی روایت پر عمل ہو جائے۔

6: عقیدہ حیات النبی ﷺ:

مدینہ منورہ کی حاضری محض جناب سرور کائنات علیہ السلام کی زیارت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل کی غرض سے ہونی چاہئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ عام مؤمنین و شہداء کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی ہے اور از قبیل حیات دنیوی بلکہ بہت سی وجوہ سے اس سے قوی تر ہے

7: ردِّ روح کی متکلمانہ تشریح:

(الف): ابوداؤد کی روایت میں ”رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوحِیْ“ فرمایا گیاہے، حدیث کے

الفاظ یہ ہیں: ”مَا مِنْ مُسْلِمٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ إِلاَّ رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اُسَلِّمَ عَلَیْہِ اَوْ کَمَا قَالَ“ اگر لفظ ”اِلَیَّ رُوْحِیْ“ فرمایا گیا ہوتا تو آپ کا شبہ وارد ہو سکتا تھا، ”اِلٰی“ اور ”عَلٰی“ کے فرق سے آپ نے ذہول فرمایا، ”عَلٰی“ استعلاء کے لئے ہے اور ”اِلٰی“ نہایتِ طرف کے لئے ہے۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ و سلام سے پہلے روح کا استعلاء نہ تھا، نہ یہ کہ وہ جسم اطہر سے بالکل خارج ہو گئی تھی اور اب اس کو جسم اطہر کی طرف لوٹا گیا ہے، چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدارج قرب و معرفت میں ہر وقت ترقی پزیر ہیں اس لئے توجہ الی اللہ کا انہماک اور استغراق دوسری جانب کی توجہ کو کمزور کر دیتا ہے، چونکہ اہل استغراق کی حالتیں روزانہ مشاہدہ ہوتی ہیں مگر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعلمین بنایا گیا ہے اس لئے بارگاہِ الوہیت سے درود بھیجنے والے پر رحمتیں نازل فرمانے کے لئے متعدد مزایا میں ایک مزیت یہ بھی عطاء فرمائی گئی ہے کہ خود سرور کائنات علیہ السلام کو اس استغراق سے منقطع کر کے درود بھیجنے والے کی طرف متوجہ کر دیا جاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے متوجہ ہو کر دعا فرماتے ہیں۔

(ب): اگر بالفرض وہی معنی لیے جائیں جو آپ سمجھے ہیں اور ”عَلٰی“ اور ”اِلٰی“ میں کوئی فرق نہ کیا جائے تب بھی یہ روایت دوامِ حیات پر دلالت کرتی ہے، اس لئے کہ دن رات میں کوئی گھڑی اور کوئی گھنٹہ بلکہ کوئی منٹ اس سے خالی نہیں رہتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اندرونِ نماز اور بیرونِ نماز درود نہ بھیجا جاتا ہو، اس لئے دوامِ حیات لازم آئے گا۔

مکتوبات شیخ الاسلام حصہ اول ص 248 تا 252

8: عقیدہ حیات النبی ﷺ اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت:

آپ کے حالات زندگی جو مولانا افضال الٰہی دیوبندی رحمہ اللہ نے لکھے ہیں، ان میں مرقوم ہے:

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں درس حدیث کے دوران آپ کے ایک شاگرد کو حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اشکال وشکوک تھے۔ (ایک دفعہ) دورانِ درس اس طالب علم نے نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے نہ قبہ خضراء اور نہ روضۂ پاک کی جالیاں بلکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف فرما تھے۔ اس طالب علم نے بولنا چاہا اور دوسرے ساتھیوں کو بتانا چاہا تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے منع کر دیا اشارے سے۔ سبحان اللہ! اس طالب علم کو مشاہدہ کرا کے مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام شکوک کو حل کرا دیا۔

9: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں جو آیات وارد ہیں وہ قطعی ہیں جو احادیث صحیحہ ان کے متعلق وارد ہیں وہ اگرچہ ظنی ہیں مگر ان کی اسانید اس قدر قوی ہیں کہ تواریخ کی روایات ان کے سامنے ہیچ ہیں اس لیے اگر کسی تاریخی روایت میں اور آیات و احادیث صحیحہ میں تعارض واقع ہوگا تو تواریخ کو غلط کہنا ضروری ہے۔

10: المہند علی المفند اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا کردار:

"المہند علی المفند" المعروف عقائد علماء دیوبند فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ (م 1346ھ) کی تالیف جو علماء حرمین کے ان

سوالات کے جوابات ہیں جو انہوں نے اکابرین علماء دیوبند کے پاس بغرض تحقیق بھیجے تھے۔اس کا پس منظر یہ ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب نے 1906ء میں جب مکہ مکرمہ کا سفر کیا توحج سے فارغ ہونے کے بعد مکہ مکرمہ ہی میں ایک رسالہ مرتب کیا جس میں اکابرین علما دیوبند قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، زبدۃ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہم اللہ وغیرہم کی عبارات کو قطع وبرید کرکے پیش کیا اور ان پر قطعی کفر کا فتویٰ لگایا۔ طرفہ تماشہ یہ کہ تکفیری عمل یہیں تک محدود نہ رہابلکہ موصوف نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔(معاذ اللہ)علماءِ حرمین چونکہ علماءِ دیوبند سے واقف تھے اور نہ ان کی تصانیف سے آشنا، اس لیے اس رسالہ کی مندرجہ عبارات کے پیش نظر اپنی تصدیقات لکھ دیں۔

انہی دنوں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ(م1377ھ) مدینہ منورہ میں قیام پذیر تھے۔جب حضرت مدنی رحمہ اللہ کو اس تکفیری مہم اور خان صاحب بریلی کی اس ناشائستہ حرکت پر اطلاع ہوئی تو آپ نے علماء حرمین کو حقیقت حال سے مطلع کیا۔ ان حضرات نے چھبیس سوالات پر مشتمل ایک سوالنامہ اکابر علماء دیوبند کے پاس بغرض تحقیق بھیجا کہ ان کے جواب تحریر کریں اور اپنے عقائد و نظریات ان کے جوابات کے ضمن میں واضح کریں۔

زبدۃ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فصیح عربی زبان میں مذکورہ سوالات کے جوابات تحریر فرمائے، تمام مشاہیر دیوبند

حضرت شیخ الہند، مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند مفتی عزیزالرحمٰن، حکیم الامت حضرت تھانوی، حضرت شاہ عبد الرحیم رائے پوری، اور حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہم اللہ وغیر ہم جیسے بزرگوں نے تصدیقات ثبت کیں، ہند کے علاوہ حجاز، مصر اور شام وغیرہ کے ممالک کے جید علماء و مشائخ نے بھی اپنی تصدیقات و تائیدات کے ساتھ اس کو زینت بخشی۔

یوں یہ رسالہ 1325ھ میں تحریر ہوا اور "المہند علی المفند" کے نام سے شائع ہو کر عوام و خواص میں معروف ہوا۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض عام:

اللہ تعالیٰ کی ذات بہت قدردان ذات ہے وہ محنت کرنے والوں کو کبھی ضائع نہیں فرماتے۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ کی مسلسل اخلاص والی محنت کا نتیجہ اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ آپ کے فیض کو پوری دنیا میں عام فرما دیا۔ آج دنیا کے اکثر ممالک میں حضرت مدنی رحمہ اللہ کا فیض پہنچ چکا ہے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ (اکوڑہ خٹک، پاکستان) فرماتے ہیں: ہند و پاک میں جس قدر دینی مدارس ہیں ان سب میں حضرت والا (حضرت مدنی رحمہ اللہ) کے بالواسطہ یا بلاواسطہ شاگرد کام کر رہے ہیں۔

خلفاء کی تعداد:

نمبر شمار	ملک	تعداد
1	بنگلہ دیش	92
2	ہندوستان	65
3	پاکستان	6

4	جنوبی افریقہ	3
5	برما	1

سیاسی خدمات:

آپ نے نظام اسلام کے عملی نفاذ کے لئے اسلام کے سیاسی قوت کی نہ صرف ترغیب دی بلکہ اسے شریعت کا حصہ قرار دیا آپ نے بذات خود بہت سی تحریکات میں نہ صرف عملہ طور پر حصہ لیا بلکہ قائدانہ کردار ادا کیا۔ان تحریکوں میں سب سے بڑی تحریکِ خلافت کی تھی۔

تحریکِ خلافت:

حضرت مدنی رحمہ اللہ اپنے استاد و مربی حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ کے ساتھ مالٹا میں میں اسیر کر دیے گئے اور اسلام دشمنوں نے میدان صاف پاکر اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل تو کرلی مگر اس ظلم و ستم سے دنیا بھر کے مسلمانوں خصوصا ہندوستانی مسلمانوں میں ایک خاص جذبہ آزادی اور انگریز کو دشمن قرار دینے اور اس سے وطن کو آزاد کرانے کا جذبہ پیدا ہوا اور ایسا پیدا ہوا کہ برصغیر میں خلافت کے نام پر ایک مستقل تحریک شروع کر دی گئی اس کی قیادت علماء کرام ہاتھوں میں تھی۔

شہروں سے لے کر دیہاتوں تک یہ تحریک خلافت کے نام سے پھیل گئی۔ حضرت مدنی اپنے استاد شیخ الہند کے ساتھ 8جون 1920ء کو رہا ہو کر آئے تو اس وقت خلافت کی تحریک زوروں پر تھی اس میں دونوں حضرات نے نہ صرف شریک ہوئے بلکہ سرگرمی سے حصہ لیا۔چند ماہ بعد حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا انتقال ہو گیا۔قوم نے حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کو ان کا

جانشین بنادیا۔اپ کے ارشادات سننے کے لیے کئی جلسے منعقد کیے گے۔ تمام جلسوں میں حضرت مدنی رحمہ اللہ کی گفتگو کا موضوع درج ذیل باتیں ہوئی تھیں۔

نمبر شمار	موضوعات
1	خلافت کی ضرورت واہمیت
2	ترکوں کی شاندار خدمات اور استحقاق خلافت
3	عرب کے نعرہ قومیت کا نقصان
4	ہندوستانی مسلمان کے جانی ومالی نقصانات کا تذکرہ

ہر اجلاس اور جلسہ میں مسئلہ خلافت پر زور دیا گیا۔یہ صرف ایک سیاسی مسئلہ نہ تھا بلکہ اس کا تعلق اور اصلی محرک جزیرہ عرب کی یہود و نصاریٰ سے حفاظت تھی۔اور اس کے مطالبات یہ تھے:

نمبر شمار	مطالبات
1	جزیرہ عرب کو غیر مسلم عناصر سے پاک کیا جائے
2	جزیرہ عرب کی وسعت صرف حرمین تک محدود نہیں بلکہ عراق، بصرہ اور بغداد بھی اس میں شامل ہیں
3	انگریز کے قبضہ تک صلح اور سمجھوتہ ناممکن ہے

تحریکات میں قائدانہ کردار:

آپ نے جن مشہور سیاسی تحریکات میں حصہ لیا اور ان میں صف اول کے رہنما کی حیثیت سے کردار ادا کیا۔ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	تحریک
1	تحریک خلافت
2	جمعیت علمائے ہند

3 تحریک مدح صحابہ رضی اللہ عنہم

4 ترک موالات

5 کانگریس

6 ہندوستان چھوڑدو

تحریک کے نتائج اور ثمرات:

حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے یہ تمام کارنامے ملی مفاد اور اسلامی شرعی زندگی کے قیام وتحفظ کے نقطہ نظر سے تھے۔ان تمام تحریکوں کا فائدہ کسی ایک قوم یاملت کیلئے مخصوص نہ تھابلکہ ان کے فوائد پورے ملک کیلئے عام تھے۔بیرون ملک کے مسلمان ممالک اور تمام برطانوی مقبوضات اور دنیا کی تمام محکوم اور غلام قوموں کو پہنچنے والے تھے۔

اختلاف اکابر کا ثمرہ:

یہاں دو باتیں بطور خاص قابل توجہ ہیں:

1: شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے متحدہ ہندوستان کے لیے کانگریس کی حمایت کی۔

2: حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے آزاد مسلم ریاست کے لیے مسلم لیگ کی سرپرستی کی۔

بظاہر یہ اختلاف تھا،لیکن تکوینی طور پر اس کے ثمرات بہت اچھے ظاہر ہوئے اور کیوں نہ ہوتے جب اختلاف اخلاص کی بنیاد پر تھا۔دونوں بزرگ سیاسی بصیرت رکھتے تھے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی پالیسی سے ہندوستان میں مسلمان محفوظ ہوگیا اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی پالیسی سے پاکستان کا مسلمان

محفوظ ہو گیا۔ اگر یہ اختلاف نہ ہوتا تو نہ پاکستان بنتا اور نہ ہی ہندوستان کا مسلمان کبھی محفوظ ہوتا۔

زندگی کا خلاصہ:

حضرت مدنی رحمہ اللہ کی زندگی کا ہر باب اس لائق ہے کہ اس کا تذکرہ تفصیل سے کیا جائے، آپ کی علمی و عملی زندگی سے سبق سیکھا جائے لیکن طوالت کا خوف دامن گیر ہے اس لیے اختصار کے پیش نظر آپ کی تمام زندگی کی تمام قیمتی باتوں کا خلاصہ جامعیت کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔

توکل علی اللہ:

ہمارا مذہبی، ملی اور اخلاقی فریضہ ہے کہ ہم خدائے واحد ہی کو تمام مشکلات کا حل کرنے والا اور کارساز حقیقی سمجھ کر پورے یقین و اذعان کے ساتھ اسی پر اعتبار کریں اور اسی پر بھروسہ رکھیں۔

خطبہ صدارت اجلاس جمعیت علماء شہر حیدر آباد، 1951ء

مدارس اور دینی تعلیم:

اگر ہمارا ہر ایک گھر تعلیم گاہ و تربیت گاہ نہ بن سکے تو کم از کم ہر مسجد تو تربیت گاہ ہونی چاہیے آخری شکل یہ ہے کہ ہم اپنے پرائیوٹ اسلامی مدارس و مکاتب کا جال پورے ہندوستان میں پھیلا دیں۔

خطبہ صدارت، اجلاس جمعیت علماء، شہر کلکتہ، 1955

پابندی شریعت:

اگر ہم اپنا مستقبل روشن بنانا چاہتے ہیں تو شرط یہ ہے کہ اسلام سے زیادہ

سے زیادہ وابستہ ہوں اور داعی اسلام محمد رسول اللہ ﷺ کے دامن رحمت کو زیادہ سے زیادہ مضبوطی سے تھام لیں

خطبہ صدارت اجلاس جمعیت علماء شہر سورت، 1956ء

عدل و انصاف / اخلاق حسنہ:

مسلمان کا فرض ہے کہ وہ تمام تنگ نظریوں سے بالاتر ہو کر اعلیٰ اخلاق کا نمونہ، عدل و انصاف کا مجسمہ اور تہذیب و شرافت کا پیکر بن کر دنیا کے سامنے پیش ہو۔

خطبہ صدارت اجلاس جمعیت علماء شہر سورت، 1956ء

جوانمردی سے مصائب کا مقابلہ:

جبن، بزدلی اور خوف کو اپنے دلوں سے نکال دو اسلام اور بزدلی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ صبر و استقلال کے ساتھ مصائب کا مقابلہ کرو۔

رسالہ پیغام آزاد و مدنی مطبوعہ دیوبند

پاکستان سے اچھے تعلقات:

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ملک تقسیم ہو چکا ہے۔ پاکستان اسکیم ایک حقیقت بن چکی ہے جس طرح انڈین یونین پوری دنیا کی سیاست میں ایک مرکز ہے اسی طرح پاکستان بھی انٹرنیشنل سیاست کا ایک یونٹ قرار دیا جا چکا ہے۔ اب پورے ملک اور ایشیا کی مصلحتوں کا یہی تقاضا ہے کہ دونوں ملکوں کے تعلقات خوش گوار ہوں آپس میں ایک دوسرے پر پورا اعتماد ہو۔ آپس کے قضیوں کو خود طے کریں دونوں ملکوں کے عوام ایک دوسرے کے قریب ہوں ان کے تجارتی اور اقتصادی تعلقات

زیادہ سے زیادہ بہتر اور مضبوط ہوں۔ آمد ورفت کے راستے کھلے ہوئے ہوں اور جو تلخیاں برداشت کی جاچکی ہیں ان کی جگہ محبت اور دوستی کے ترانے ہر جگہ گائے جائیں۔وما ذالك على الله بعزيز

خطبہ صدارت، حیدرآباد، 1951

وفات حسرت آیات:

13 جمادی الاول بمطابق 5 دسمبر 1957 جمعرات کے دن دوپہر کے وقت دیوبند میں وفات پائی۔ تاخیر سے بچنے کے لیے رات تقریباً ساڑھے بارہ بجے حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ کے حکم پر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

سوموار، 5 دسمبر، 2022ء